عائشہ تنویر

"کاش میں بھی آپ کی طرح اتنی اچھی پتنگ اڑا سکتا۔"

کسی بچے کی حسرت بھری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ اس کے اردگرد بہت شور تھا مگر وہ باہر کے ماحول سے بے نیاز بیٹھی تھی۔ ذہن اپنی ہی فکر میں الجھا ہوا تھا۔ بچے پتنگ کم اڑا رہے تھے اور ہنگامہ زیادہ کر رہے تھے۔ اس نے گھٹنوں کے گرد لپٹے ہاتھوں کی گرفت سخت کر لی اور سر مزید اندر گھسا لیا۔ وہ اس وقت بالکل تنہائی چاہتی تھی مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ نیچے بیٹھتی تو فوراً امی کے سوالوں کا سامنا کرنا پڑتا، اسی لیے وہ چھت پر چلی آئی، جہاں کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔

جس وقت وہ دکھ اور غصے سے نڈھال امی کے گھر آئی، گھر میں امی اور بچوں کا جم غفیر تھا۔ بھابھی کی بہن رہنے آئی ہوئی تھیں اور اس وقت دونوں بہنیں بازار گئی ہوئی تھیں۔

یہ جان کر گویا اس کے زخم ہرے ہو گئے جبکہ دوسری جانب امی اسے یوں دیکھ کر گھبرا گئیں کہ جب سے شادی ہوئی تھی بیہ بنا اطلاع یوں اکیلے کبھی نہیں آئی تھی۔ ہمیشہ عمر کے ساتھ ہی اس کا آنا جانا ہوتا تھا۔

وہ اسے فوراً اپنے کمرے میں لے گئیں، ناشتا پانی پیلا کر اب وہ لازمی اس سے یوں بے وقت آمد اور روہانسی صورت کی وجہ دریافت کرتیں۔ اسی لیے جیسے ہی وہ دروازے پر بجتی گھنٹی کی طرف متوجہ ہوئیں تو وہ سیڑھیاں چڑھ گئی۔ اب ان سے بچنے کے لیے وہ کتنی دیر سے چھت کے ایک کونے میں سر گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی۔

چھت پر بچے پتنگ اڑا رہے تھے۔ ایک شور، ہنگامہ برپا تھا لیکن اندر سے اٹھتی آوازوں کے سامنے سب بے معنی تھا۔ وہ زیادہ دیر امی سے چھپ نہیں سکتی تھی۔ وہ نہ بھی بتانا چاہتی، تب بھی امی پوچھ ہی لیتیں۔

"کیا ہوا تھا آج۔"

اس نے سوچنا چاہا، امی کو بتانے کے لیے الفاظ ترتیب دینے چاہے۔

وہ روبی کے ساتھ شاپنگ پر ہی تو جانا چاہ رہی تھی۔ روبی رشتے میں اس کی کزن تھی، بہت زیادہ دوستی نہ سہی لیکن اچھے تعلقات تھے۔ شادی ہوئی تو اتفاق سے وہ پڑوسن بھی بن گئی۔ نئی جگہ پر اکیلے اسے روبی کا بہت سہارا تھا۔ جب صبح شام کا ساتھ تھا تو اس کے ساتھ کہیں جانے میں کیا برائی تھی۔

شادی سے پہلے وہ اکثر ہی بازار جایا کرتی تھی۔ بھابھی بھی سب کچھ اس سے ہی منگوا لیتیں، ایک زمانہ اس کی پسند کا معترف تھا۔ اسے چیزوں کی پہچان تھی۔ قیمت اور فیشن کا درست آئیڈیا تھا۔ روبی بھی اسی لیے اپنی بہن کی شادی کی شاپنگ اس کے ساتھ ہی کرنا چاہتی تھی۔ وہ اس کی پسند کو سراہتی، جب اس سے بار بار ساتھ چلنے کو کہتی تو اسے منع کرنا مشکل ہو جاتا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کا منع کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا مگر منع کرنا مجبوری تھی۔

بیہ کا بلاوجہ بازار جانا بلکہ تنہا باہر نکلنا ہی عمر کو پسند

www.zemtime.com

نہ تھا۔ وہ ہر بار اس کے پوچھنے پر کبھی پیار سے منع کر دیتا۔

"کیا چاہیے؟ میں خود لے آؤں گا اپنی جان کے لئے۔"

"ہم خود چلیں گے، تم اپنی پسند سے لے لینا پھر واپسی میں آئس کریم بھی کھائیں گے۔ بہت دن سے حیدری کی آئس کریم نہیں کھائی۔"

کبھی کبھار جھنجلا بھی جاتا۔

"اپنی سواری ہوتے ہوئے تمہیں رکشا، ٹیکسیوں میں خوار ہونے کا کیا شوق ہے۔"

وہ اس کے انکار پر خاموش رہ جاتی تھی۔

"پھپھو! آپ کو دادی نیچے بلا رہی ہیں۔"

وہ یکدم کندھا ہلائے جانے سے خیالوں سے نکلی تھی۔ گھٹنوں میں تکلیف کی وجہ سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آنا امی کے لیے مشکل تھا سو نیچے بلوا رہی تھیں لیکن وہ ہلے بغیر وہیں بیٹھی بچوں کو دیکھے گئی۔

اس کا بھتیجا بھی پیغام دے کر اپنے کزنز کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ چھت پر موجود سب بچے ایک پتنگ کے گرد جمع تھے۔

"علی بھائی پیچا لڑائیں۔" آسمان پر ایک اور پتنگ اڑتے دیکھ کر کسی چھوٹے بچے نے پتنگ کی ڈور سنبھالے علی کو جوش سے مشورہ دیا۔

"نہیں یار، اور پتنگ نہیں ہے، یہ کٹ گئی تو مسئلہ ہوگا۔ بلاوجہ کے پیچ میں نہیں الجھنا چاہیے۔" علی نے احتیاط ہی بہتر جانی تھی۔

انہیں باتوں میں مشغول چھوڑ کر وہ سر جھٹکے پھر سوچوں کے دریا میں بہنے لگی تھی۔

☆☆☆

ڈالمن مال میں شاپنگ فیسٹول لگا تھا۔ پورا ہفتہ عمر آج، کل کر کے ٹالتا رہا۔ روبی نے آفر بھی کی کہ میرے ساتھ چلی چلو۔ اپنی شاپنگ دکھا کر اس کا دل بھی للچایا لیکن اس نے صبر کیا۔ حتیٰ کہ عمر کی مصروفیات سے پہلے فیسٹول ختم ہو گیا اور اس کی شاپنگ نہ ہو سکی۔

کتابوں کی وہ شیدائی تھی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس نے کوئی کتب میلہ چھوڑا ہو۔ بھائی خود اسے ہر جگہ لے جاتے ورنہ سہیلیوں یا بھابھی کے ساتھ جانے پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ مگر اس بار وہی عمر کی گھر سے نہ نکلنے کی عادت اور اسے اکیلے نہ جانے کی اجازت دینے کے سبب وہ کتابوں کی نمائش میں بھی نہ جا سکی۔ حالانکہ کوئی بھرے پرے سسرال کا مسئلہ بھی نہیں تھا۔ وہ اکیلی ہی تو رہتی تھی اس کے ساتھ، باقی سب دوسرے شہر میں سیٹل تھے۔

روبی گھومنے کی شائق تھی۔ سسرال والوں سے بنتی نہیں تھی۔ شوہر کی جناب ٹامکو بہت زیادہ تھیں۔

www.zemtime.com

وہ خود ہی ہر جگہ چلی جاتی اور جانے سے پہلے بیہ کو ضرور پوچھتی۔ عمر کے مزاج کی وجہ سے بیہ خود ہی منع کر دیتی۔ ایک بار غلطی سے اس نے روبی کے سامنے عمر کے نہ ماننے کا ذکر کر دیا تھا۔ تب سے وہ عمر کی تنگ نظری اور اپنے شوہر کی روشن خیالی باتوں ہی باتوں میں جتا جایا کرتی۔ بیہ کو روبی کا یوں سنانا بہت برا لگتا تھا۔ کبھی عمر پر غصہ آتا تو کبھی روبی پر۔ اسی لیے اب وہ عمر کا نام لینے کے بجائے کوئی بھی بہانہ کر دیتی لیکن اب کی بار روبی نے کچھ ایسے جان پکڑی کہ اسے ماننے ہی بنی، مسئلہ لیکن وہی تھا عمر کی رضامندی۔

آج سے پہلے بیہ نے اس بات پر عمر سے کوئی بحث نہیں کی تھی۔ اب روبی کے اصرار نے اسے بار بار یہ بات کرنے پر اکسایا اور صبح جب عمر نے اسے سختی سے منع کیا تو اس کی زبان پر بے اختیار روبی کے الفاظ آ گئے۔

"قید ہی کر دیا آپ نے تو مجھے۔"

آفس جانے کی جلدی تھی اور کچھ عمر تھا بھی غصے کا تیز، ایسے الفاظ کسے پسند آتے۔ وہ زور سے ہاتھ میز پر مارتے، ناشتے کے برتن گراتا ہوا تیزی سے بولتا دروازے سے نکلتا چلا گیا۔

"اگر تمہیں آزادی چاہیے تو جاؤ، جہاں مرضی جاؤ۔ جو مرضی کرو۔ یہاں میرے سر پر سوار نہ ہو۔"

بیہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ کتنی ہی دیر وہاں ساکت بیٹھی رہی۔ اسے ہوش ماسی کے بیل بجانے سے آیا تھا۔

ماسی نے اندر آ کر بہت حیرت سے بکھرے برتن اور روتی آنکھیں لیے بیہ کو دیکھا لیکن کچھ پوچھے بغیر اپنے کام میں لگ گئی۔ جبکہ بیہ یہ خیال آتے ہی کہ اب ماسی کے جانے کے بعد روبی بازار جانے کے لیے آ جائے گی۔ تیزی سے منہ دھو کر بیگ اٹھا کر ماسی کے ساتھ ہی باہر نکل آئی تھی۔

میکے جاتے ہوئے اس نے بالکل نہیں سوچا تھا کہ وہ وہاں کیوں جا رہی ہے۔ عمر کو کیسا لگے گا؟ امی کو کیا جواب دے گی؟ وہ محض روبی کا فوری طور پر سامنا کرنے سے بچنا چاہتی تھی۔ لیکن یہاں آ کر اتنے مہمان جہاں اسے ایک دم پریشان کر گئے۔ وہاں بھابھی کا بازار جانے کا سن کر عمر کی پابندی فضول اور اپنا آپ مظلوم لگنے لگا تھا۔

امی کا ری ایکشن بھی حیران کن تھا۔ وہ ایک طرف اس کے یوں اچانک ایسے آنے پر پریشان ہو گئی تھیں تو دوسری طرف بھابھی اور ان کی بہن کی عدم موجودگی کی وجہ سے بہت مطمئن بھی تھیں۔ اس کی سوجی آنکھیں دیکھ کر انہوں نے فوری طور پر کوئی سوال نہیں کیا تھا لیکن اسے چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے اس بات پر اللہ کا شکر ضرور ادا کیا تھا کہ گھر میں اور کوئی نہ تھا۔ بس وہی تھیں اور بچے اپنے اپنے مشاغل میں مصروف تھے۔

"بیا، بیٹا کب سے نیچے بلا رہی ہوں۔ تم یہاں کیوں اکیلی بیٹھی ہوئی ہو؟"

امی کی آواز پر وہ چونکی تھی..... وہ پھولی ہوئی سانسوں کے ساتھ اس کے برابر بیٹھ رہی تھیں۔ سیڑھیاں چڑھنا ان کے لیے کارد ارد تھا۔ اسے شرمندگی محسوس ہوئی۔ اس کی وجہ سے امی کو یہ مشقت اٹھانی پڑی تھی۔

"بس ایسے ہی، یہاں بیٹھنا اچھا لگ رہا ہے۔"

اس نے انہیں مکمل طور پر اپنی طرف متوجہ دیکھ کر سر جھکا لیا، جانتی تھی کہ اب امی کو سارا معاملہ بتانا ہی ہوگا۔

"عمر سے لڑائی ہوئی ہے؟" انہوں نے بلا تمہید پوچھا تھا۔

اس کی آنکھوں پر بمشکل باندھا بند ٹوٹ گیا۔ وہ تھوڑی دیر بہتے آنسوؤں کے ساتھ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ پھر شروع سے آخر تک سب کچھ بلا کم و کاست بتا دیا۔

امی نے بہت صبر سے ٹوکے بغیر اس کی ساری بات سنی تھی۔ گہری سانس بھری اور اب ان کی نظر سامنے کھیلتے بچوں پر جمی تھی۔ شاید وہ کچھ کہنے کے لیے

www.zemtime.com

الفاظ اکٹھے کر رہی تھیں۔

اس نے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے اور امی کو دیکھا۔ امی بدستور بچوں کو دیکھ رہی تھیں۔

پتنگ اب فضا میں معلق بالکل متوازن حالت میں تھی۔ چھوٹے بچوں کی خوشی کے لیے ڈور کی چرخی سیٹ کر کے علی آرام سے سائیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔ اب بچے ڈور پکڑے کھڑے تھے۔ ان کے ڈور پکڑنے نہ پکڑنے سے پتنگ کو کچھ فرق نہیں پڑتا۔

"وہ پتنگ دیکھ رہی ہو بیہ، آسمان سے باتیں کرتی ہوئی، کتنی اونچائی پر ہے لیکن ڈور کے سہارے ہوا میں معلق ہے۔ ڈور کو دیکھو، یوں تو پتنگ کو سہارا دے رکھا ہے مگر پتنگ کے بغیر وہ خود اکیلی تو آسمان پر نہیں جا سکتی۔ عورت بھی اس پتنگ کی طرح ہی ہوتی ہے، جب تک مرد کی ڈور ساتھ رہے آسمان پر رہتی ہے ورنہ ادھر ادھر ڈولتی زمین پر آ گرتی ہے۔ اپنا مقام کھو دیتی ہے اور ڈور بھی کہیں گرتی الجھتی ضائع ہو جاتی ہے۔ میاں بیوی کے رشتے میں برداشت ہونی چاہیے، دونوں طرف سے کھنچاؤ آئے گا تو ڈور ٹوٹ جائے گی پھر نہ پتنگ آسمان پر جائے گی نہ ڈور۔"

بہت دیر کی خاموشی کے بعد امی نے کہا تھا۔

"مجھے پتا ہے امی، میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا گھر خراب نہیں کرنے والی ہوں۔ مسئلہ بازار جانے نہ جانے کا نہیں ہے۔ سوچ کا فرق ہے، مجھے اچھا نہیں لگتا کہ کوئی بھی عمر پر انگلی اٹھائے کہ ان کی وجہ سے میں کہیں نہیں جاتی۔ ان کی عزت کی خاطر میں خود ہی منع کر دیتی ہوں اور آج میں نے کچھ کہا تو وہ کتنے آرام سے مجھے کیا کچھ سنا گئے۔" اس نے بھیگی آواز میں کہا تھا۔

"فرق سوچ کا ہی تو ہے۔ تم نے اپنے ذہن میں طے کر لیا ہے کہ عمر غلط ہے اور تم اس کی غلطی اپنے سر لے رہی ہو۔ اسی لیے اتنی شرمندہ شرمندہ ہو۔ روبی کو حاوی ہونے کا موقع تم نے دیا ہے۔ تم شرمندہ ہونے کے بجائے فخر سے بولتی کہ عمر کو تمہارا بہت خیال ہے۔ اس لیے وہ تمہیں خود لے کر جاتا ہے۔ تم بتاتیں کہ تمہیں عمر سے بہت محبت ہے، اس لیے تم اس کے بغیر کہیں نہیں جاتیں اور اس کی ہر بات دل سے مانتی ہو۔ تمہارا گھر تمہاری جنت ہے بیٹا۔ وہاں سے نکل کر نقصان تمہارا ہو گا۔ قصور کسی تیسرے کا نہیں تم دونوں کا ہے، جو کسی کو بیچ میں لائے۔ اور گھر کیسے خراب ہوتے ہیں؟ جب دو کے بیچ تیسرے کی وجہ سے جھگڑا ہوا تو بات بگڑ گئی نا۔ تم نہیں جاؤ گی تو کیا روبی شاپنگ نہیں کرے گی؟"

امی نے بہت پیار سے سمجھایا اور اسے سمجھ میں آ بھی گیا تھا۔ پھر بھی اپنے دفاع میں بولی۔

"ماننا تو مجھے ہی پڑے گا نا! دل سے یا بے دلی سے۔ عمر تو اپنی مرضی کرنے کو آزاد ہیں۔"

"یہ مقابلے بازی کی سوچ ہی ہے جو معاملہ خراب کرتی ہے۔" امی نے اسے گھورا۔ "سب کو صرف اپنی قربانی یاد رہتی ہے۔ کبھی خود کو اس کی جگہ رکھ کر بھی سوچو۔ وہ نہ چاہنے کے باوجود تمہیں بازار لے کر جاتا ہے اور تمہارا خیال رکھتا ہے۔ یہ سب بھول گئیں اور اکیلے نہیں جانے دیتا، یاد رہا۔"

امی کا لہجہ طنزیہ ہوا تو وہ شرمندگی سے مسکرا دی۔ عمر واقعی گھر سے باہر گھومنے کا شوقین نہیں تھا مگر پھر بھی اس کی خاطر کوشش تو کرتا تھا۔ اسے ضرورت اور سہولت کی ہر چیز فراہم کرتا۔ اس کا خیال رکھتا تھا۔ وہ خود بھی اسے آرام دینے کی ہر ممکن کوشش کرتی تھی۔ جب محبت موجود تھی، کوشش تھی تو مایوسی کیسی۔

رو رو کر آنکھیں جل رہی تھیں لیکن دل بہت ہلکا ہو چکا تھا۔ اب اسے گھر جانے کی جلدی تھی۔ اسے جا کر کھانا بنانا تھا۔ روبی کو بتانا تھا کہ وہ اب عمر کے بغیر کہیں نہیں جاتی کیونکہ عمر اس کے لیے فکرمند رہتا ہے اور عمر کو میسج کر کے یہ بھی تو جتانا تھا کہ وہ اس سے اب بھی ناراض ہے اور عمر کو اسے منانا ہو گا۔ ایسی ناراضی جس میں انا کی کوئی دیوار نہیں تھی۔ وسوسوں کے جالے چھٹ گئے تھے۔ اس کی سوچیں روشن دن کی طرح چمک رہی تھیں۔

www.zemtime.com